

## فقہ حنفی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا فقہ حنفی کا دار و مدار سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر ہے؟

✿ علامہ حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”فقہ حنفی کا دار و مدار ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ہے۔“

(تقریر ترمذی، ص 676)

(جواب): یہ تلخیص ابلیس ہے، یہ لوگ باور کرانا چاہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ و عمل دیگر صحابہ سے مختلف تھا۔ حالانکہ ایسا قطعاً نہیں تھا۔ مانا کہ صحابہ کے مابین بعض اجتہادی مسائل میں اختلاف تھا، مگر وہ اتنا قلیل ہے کہ اس کا اعتبار نہیں، جس میں تطبیق یا ترجیح کی کوئی نہ کوئی صورت موجود ہے، یا دونوں مسئلے ہی درست ہیں۔  
یاد رہے کہ ضعیف روایات سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، خواہ وہ کسی بھی صحابی سے مروی کیوں نہ ہو۔

فقہ حنفی کے اجتہادی مسائل کا دار و مدار رائے اور قیاس پر ہے۔ احناف کے کتنے ہی عقائد اور مسائل صحیح احادیث اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کے خلاف ہیں!!  
چند امثلہ ملاحظہ ہوں؛

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْعَرْشُ عَلَى الْمَاءِ، وَاللَّهُ عَلَى الْعَرْشِ، وَيَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ.

”عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے اور تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔“

(کتاب التوحید لابن خزيمة : 242/1-243، ح : 149، الرد علی الجهمیة للدارمی : 81، الرد علی المریسی للدارمی : 422/1، المعجم الكبير للطبرانی : 202/9، العظمة لأبي الشيخ : 288/2، التمهيد لابن عبد البر : 139/7، الأسماء والصفات للبيهقي : 851، وسنده حسن)

✽ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(العلو، ص 64)

جبکہ احناف اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستوی نہیں مانتے، بلکہ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ مانتے ہیں۔ یہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ کے عقیدہ استوئی سے واضح انحراف ہے۔

② سیدنا عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ .

”جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے، تو آسمان والے فرشتے سنتے ہیں۔“

(التوحید لابن خزيمة : 351/1، وسنده صحيح)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی کلام کے قائل تھے، کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مسموع ہے، جسے آسمان والے سنتے ہیں، جبکہ احناف اللہ تعالیٰ کے لیے کلام معنوی کے قائل ہیں، کہ جس میں صوت و حروف نہ ہوں اور جسے سنا نہ جاسکے۔ یہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ کے عقیدہ سے واضح انحراف ہے۔

جہمیہ، متکلمین میں سے معتزلہ، کلابیہ، اشاعرہ سارے کے سارے قرآن کریم کے حقیقی کلام ہونے میں گمراہ ہیں اور عقیدہ اہل سنت سے منحرف ہیں۔

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَلَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَضْحَكُ إِلَى رَجُلَيْنِ .....

”خبردار! اللہ تعالیٰ دو بندوں پر ہنستا ہے.....“

(المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ: 101/9، وسندہ حسن)

✽ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يَضْحَكُ مِمَّنْ ذَكَرَهُ فِي الْأَسْوَاقِ .

”اللہ تعالیٰ اس شخص پر ہنستا ہے، جو اس کا ذکر بازاروں میں کرتا ہے۔“

(نقص الإمام أبي سعيد الدارمي على المَريسي: 197، وسندہ صحیح)

ان آثار سے ثابت ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفتِ خُحک

(ہنسنا) ثابت کرتے ہیں، جبکہ احناف صفتِ خُحک کی تاویل کرتے ہیں۔ کیا یہ سیدنا عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عقیدہ سے انحراف نہیں؟

اہل سنت والجماعت اللہ تعالیٰ کے لیے صفتِ خُحک کا اثبات کرتے ہیں، جیسے اس کی

شان کے لائق ہے، اللہ تعالیٰ ہنستا ہے، مگر اس کا ہنسنا مخلوق کے مشابہ نہیں۔

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَتْهُ بِرِسَالَتِهِ،

ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ

خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ .

”اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب بندوں

کے دلوں سے بہترین پایا، تو اسے اپنی نبوت کے لیے منتخب فرمالیا اور رسالت دے کر مبعوث فرمایا، پھر محمد کریم ﷺ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو آپ ﷺ کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہترین پایا، تو انہیں اپنے نبی کے وزیر (اور ساتھی) بنادیا، جو نبی ﷺ کے دین کے لیے قتال کرتے ہیں، لہذا جسے مسلمان اچھا خیال کریں، وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان برا خیال کریں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی برا ہے۔“

(مسند أحمد: 379/1، المستدرک للحاکم: 78/3، الرقم: 4465، وسنده حسن)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ سخاوی رحمہ اللہ (المقاصد الحسنة: 959) اور علامہ محمد طاہر بنی (تذکرۃ الموضوعات،

ص 91) نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (تحفة الطالب: 334) نے اس کی سند کو ”جید“ اور حافظ ابن

حجر رحمہ اللہ (الدراية: 87/2) نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

اس اثر سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دیکھنے کی صفت

ثابت کرتے ہیں، جبکہ احناف اس کے قائل نہیں، بلکہ اس صفت کی تاویل کرتے ہیں۔

⑤ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے:

مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا، فَلْيُرَدِّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ .

”جو شخص دودھ روکی ہوئی بکری خرید لے اور پھر اسے واپس کرنا چاہے، تو وہ

اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔“

(صحیح البخاری: 2149)

یہی فتویٰ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے اور اسی مطابق اہل حدیث بھی فتویٰ دیتے ہیں۔

✽ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا مُخَالَفَ لَهُمَا مِنَ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ .

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی اس مسئلہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مخالف نہیں۔“

(المحلی: 575/7)

جبکہ احناف حدیث مصرعہ کو قیاس کے خلاف قرار دے کر ترک کر دیتے ہیں، نیز حدیث کو قرآن کے خلاف باور کراتے ہیں اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہہ کر یہ اصول بیان کرتے ہیں کہ غیر فقیہ کی روایت اگر قیاس کے خلاف آئے، تو اسے ترک کر دیا جائے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے موافق سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی فتویٰ دیا ہے، ثابت ہوا کہ حدیث مصرعہ قرآن کے مخالف نہیں، نہ ہی قیاس کے مخالف ہے، نہ ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ ہیں۔

⑥ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي السُّورَةِ يَكُونُ آخِرَهَا السُّجُودُ قَالَ : اقْرَأْ  
وَاسْجُدْ ثُمَّ قُمْ فَاقْرَأْ وَارْكَعْ وَإِنْ شِئْتَ فَارْكَعْ فِي الْأَعْرَافِ  
وَالنَّجْمِ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَأَشْبَاهِهِنَّ .

”جس سورت کے آخر میں سجدہ تلاوت ہو، تو آیت سجدہ پڑھیے، پھر سجدہ کیجئے، پھر کھڑے ہوئیے، قرأت کیجئے اور رکوع کیجئے، اگر آپ چاہیں، تو سورت اعراف، سورت نجم، سورت علق اور ان جیسی سورتوں میں (سجدہ تلاوت کیے

بغیر ہی) رکوع کر سکتے ہیں۔“

(المَطَالِبُ الْعَالِيَةُ لابن حجر: 547، وسندہ صحیح)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ مَوْقُوفٌ.

”یہ موقوف ہے اور سند صحیح ہے۔“

(المَطَالِبُ الْعَالِيَةُ، تحت الرقم: 547)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب نہیں، جبکہ احناف کے نزدیک قرآن کریم کے بعض سجدے واجب ہیں۔ کیا یہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہیں ہے؟

④ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَلَّكُمْ سَتُنَرَكُونَ أَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِعَيْرِ وَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً.

”آپ کا ایسے لوگوں سے پالا پڑ سکتا ہے، جو اصل وقت سے ہٹ کر نماز ادا کریں گے، اگر ایسا ہو جائے تو آپ اصل وقت پر گھر میں نماز پڑھ لینا، پھر نفل کی نیت سے ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔“

(مسند الإمام أحمد: 379/1، سنن ابن ماجہ: 1255، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ (۳۳۱) اور امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۶۴۰) نے

”صحیح“ کہا ہے۔

اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا کہ مفترض کے پیچھے متفصل کی نماز صحیح ہے، جبکہ احناف اس کے قائل نہیں۔ کیا یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انحراف نہیں؟

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطَّهُّورُ، وَإِحْرَامُهَا التَّكْبِيرُ، وَأَنْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ.

”وضو نماز کی چابی ہے، نماز کا آغاز اللہ اکبر سے اور اختتام سلام سے ہی ہوتا ہے۔“

(السَّنن الکبریٰ للبیہقی: 16/2، وسندہ صحیح)

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اثر کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(السَّنن الکبریٰ: 174/2)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز کا آغاز ”اللہ اکبر“ سے ہی ہو سکتا ہے اور

اس کا اختتام سلام سے ہی کیا جائے گا۔

جبکہ احناف کے نزدیک تکبیر تحریمہ میں ”اللہ اکبر“ کہنا ضروری نہیں، بلکہ ان کے ہاں

نماز اللہ کی بڑائی کا کوئی بھی کلمہ کہہ دے، تو نماز میں شامل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح احناف کے نزدیک قعدہ اخیرہ کے مکمل ہونے پر اگر کوئی شخص سلام نہ

پھیرے، بلکہ نماز کے منافی کوئی عمل کر لے، جیسے ہوا خارج کرنا یا باتیں کرنا یا ادھر ادھر دیکھنا

شروع کر دے یا قہقہہ لگا دے، تو اس کی نماز مکمل ہے۔

کیا یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ سے انحراف نہیں؟

② علقمہ بن قیس نخعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ : هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجَنِّ؟ قَالَ : لَا .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا لیلۃ الجن کو آپ میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ فرمایا: نہیں۔“

(صحیح مسلم: 450)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لیلۃ الجن کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ کوئی صحابی بھی نہیں تھا، نہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نہ کوئی اور صحابی۔ جبکہ احناف کہتے ہیں کہ لیلۃ الجن کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

⑩ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی، ابراہیم (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے (بھول کر نماز میں) کمی کی یا زیادتی کی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا، تو عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آگیا ہے؟ فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا: آپ نے ایسے ایسے نماز ادا فرمائی ہے، تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کو دوہرا کیا، قبلہ کی طرف رخ انور پھیرا:

سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ .

”دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔“

جب ہماری طرف متوجہ ہوئے، تو فرمایا: اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا، تو میں آپ کو آگاہ کرتا، لیکن میں بشر ہوں، جیسے آپ بھول جاتے ہیں، ایسے میں بھی بھول جاتا ہوں، جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کروادیا کریں، جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے، تو درستی کے لیے سوچ بچار کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کر لے۔

ثُمَّ يَسْلِمُ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ .



”سلام پھیرے، دو سجدے کر لے۔“

(صحیح البخاری: 601)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سجدہ سہو کا جو طریقہ بیان کیا ہے، وہ احناف کے سجدہ سہو والے طریقہ کے خلاف ہے۔ کیا یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہیں؟ جبکہ احناف کا سجدہ سہو کا طریقہ کسی صحیح حدیث یا صحابی سے ثابت نہیں۔

⑪ عبدالرحمن بن یزید کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں:

حَجَّ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَاتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذَلِكَ، فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ، وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ فَتَعَشَى، ثُمَّ أَمَرَ -أُرَى- فَأَذَّنَ وَأَقَامَ -قَالَ عَمْرُو: لَا أَعْلَمُ الشُّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ- ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ، فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: هُمَا صَلَاتَانِ تَحْوِلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا؛ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ، وَالْفَجْرِ حِينَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا، ہم مزدلفہ عشاء کے وقت یا اس کے قریب قریب مزدلفہ پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا، اس نے اذان

اور اقامت کہے، آپ ﷺ نے نماز مغرب پڑھائی، اس کے بعد دو رکعت ادا کیں، پھر کھانا منگوا کر کھایا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا، تو (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ مؤذن نے اذان اور اقامت کہی، پھر آپ ﷺ نے نماز عشاء دو رکعت پڑھائی۔ (اگلی صبح) جب فجر طلوع ہوئی، تو آپ ﷺ نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اس نماز کو اس وقت میں صرف اسی جگہ (مزدلفہ) میں ادا کیا، صرف یہ دو نمازیں اپنے وقت سے ہٹائی جاتی ہیں۔ مغرب لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد (نماز عشاء کے ساتھ) ادا کی جاتی ہے اور فجر اس وقت ادا کی جاتی ہے، جب فجر طلوع ہو جائے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

(صحیح البخاری: 1675)

احناف کے نزدیک مزدلفہ میں دو نمازیں مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک اقامت سے ادا کی جائیں گی۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء کو ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کیا۔

